تاریخِ احرار

مفکرِ احرار

امیر افضل حق

رحمۃ اللہ علیہ

{طبعِ اوّل : سنہ ۱۳۶۰ھ / سنہ ۱۹۴۱ء}

طبعِ ثانی

58879

ذُوالحِجّہ ——— سنہ ۱۳۸۷ھ

مارچ ——— سنہ ۱۹۶۸ء

- کتاب ——— تاریخ احرار
- مؤلف ——— امیر افضل حق رحمۃ اللہ علیہ
- کاتب ——— حکیم محمد شفیع - ادارہ کتابۃ ۔ لاہور
- مطبع ——— اشرف پریس ۔ لاہور
- طابع ——— شیخ محمد اشرف لاہور
- منتظم ——— مرکزی شعبۂ نشریات
- ناشر ——— مکتبۂ مجلس احرار اسلام پاکستان
- ضخامت ——— دو سو چھیاسی ۲۸۶ صفحات
- تعداد ——— بائیس سو ۲۲۰۰ نسخہ
- قیمت ——— آٹھ ۸ روپے پچاس ۵۰ پیسے

عُنوان

۱ — دفتر مکتبۂ مجلسِ احرار اسلام پاکستان، کاشانۂ معاویہؓ ۲۳۲/۲۱ کوٹ تغلق شاہ، ملتان شہر

۲ — دفتر مجلسِ احرار اسلام پاکستان، مقابلِ شاہ محمد غوثؒ، بیرون دہلی دروازہ، لاہور شہر

اور مکمل تاریخ احرار شائع کر دی جائے۔ کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ یہ ہوا کہ اشرف عطا صاحب روزانہ دو گھنٹے شیخ صاحب کے در دولت پر جا کر اس کار خیر میں ہاتھ بٹائیں۔ بدقسمتی سے اس فیصلے کے بعد اچانک شیخ صاحب ضیق النفس کے دورے میں مبتلا ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ اشرف عطا صاحب روزگار کے سلسلے میں گوجرانوالہ چلے گئے۔ اس طرح یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔ واحسرتا کہ ضیق النفس کے یہی نامراد دورے بالآخر احرار کے بہادر جرنیل اور قابل فخر رہنما شیخ حسام الدین مرحوم کے لیے موت کا پیغام بن گئے اور مجلس احرار کا لٹا پٹا قافلہ موت کی چیرہ دستیوں سے مضمحل ہو کر رہ گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

چودھری افضل حقؒ کی تصنیف "تاریخ احرار" اب تقریباً نایاب ہو چکی ہے اس لیے احباب نے ضرورت محسوس کی کہ دوسری جلد کی ترتیب و تدوین سے قبل چودھری صاحبؒ کی لکھی ہوئی "تاریخ احرار" دوبارہ شائع کر دی جائے تاکہ میدانِ سیاست کے نوواردوں کو کچھ تو معلوم ہو کہ قصرِ آزادی کی بنیادوں میں کن غازیانِ اسلام کے مقدس خون اور ہڈیوں سے کام لیا گیا؟ احرار کے جانبازوں نے آزادی کی ابتدائی منزل کو کس بے جگری سے پار کیا؟ اور احرار کے جیالے رضاکاروں نے کس طرح کفر پر مسلمانوں کے رعب کا سکہ جمایا؟

ایک اندیشہ

مجھے اب بھی اندیشہ ہے کہ ہمارے بعض دیرینہ کرم فرما "تاریخ احرار" سے اپنے مطلب کے تراشے کانٹ چھانٹ کر حسب سابق تنقید کے زہر آلود تیروں سے احرار کو چھلنی کرنے اور احرار کے خلاف ناانصافی سے کام لیتے ہوئے پراپیگنڈا کرنے کی ناکام کوشش کریں گے۔ چودھری افضل حقؒ کی زندگی ہی میں ایک بار اس قسم کی بے ہودگی اور ناانصافی سے کام لے کر یہ پراپاگنڈا کیا گیا تھا کہ احرار تو پاکستان کو پلیدستان کہتے ہیں یہ دیکھ لیجیے ان کے لیڈر کی اپنی تحریر میں "تاریخ احرار" کے فلاں صفحے پر واضح الفاظ میں یہ فقرہ موجود ہے۔" ایسے لوگ آج بھی موجود ہیں اور جب تک مرزائیت کا طلسم ٹوٹ نہیں جاتا وہ بڑی عیاری سے مسلمانوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کے لیے احرار کے خلاف چھینٹا بازی کرتے ہی رہیں گے مگر حق کبھی باطل سے دبا نہیں ہے۔ احرار کے جری اور بہادر رہنماؤں نے ہمیشہ حق بات کہی اور ہمت و مردانگی سے اس کی سزا بھی بھگتی وقت پر مسلمانوں نے دشمن کے پراپگنڈے

سے متاثر ہو کر احرار کو جھٹلایا گر وقت گذر جانے پر ساری قوم وہی بات دہرانے لگی جو احرار نے ابتدا میں کہی تھی۔ مسجد شہید گنج کے واقعے ہی کو لیجیے اب مسجد شہید گنج کی مسمار شدہ عمارت جوں کی توں موجود ہے مسجد گرا کر انگریز چلا تو گیا گر جاتے جاتے مسجد کا ملبہ احرار پر گرا گیا جس میں سنگ دلانہ واقعہ کے بعد کسی نے احرار کے مخالفین کو یہ نہ پوچھا کہ بھلے لوگو بیگانی شہ پر بیگانی حکومت میں کعبے کی بیٹی کا ماتم کرتے تھے اب تو اپنی حکومت اور اپنا راج ہے کعبہ کی بیٹی کا کیا بنا؟ بھولی بھالی جذباتی قوم اپنے ہی مخلص خادموں کو ذبح کر کے اب کہتی ہے کہ احرار سچ تو کہتے تھے، برطانوی حکومت اور اس کے کارندوں نے مسلمانوں کو دھوکے میں مبتلا کر کے احرار کے خلاف خطرناک چکر چلا دیا تھا وقت گذر گیا احرار شکوہ نہیں کرتے کہ انہوں نے بیگانوں کی جھوٹی بات سن کر اپنے سچے اور مخلص خادموں کو بلا قصور بے عزت کیا اور قوم کے مخلص مجاہدوں کی راہ میں کانٹے بکھیر دیئے ایسا تو ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا جسے خدا اور رسول کی خوشنودی کے لیے خدمت کرنا مقصود ہے اس کو ان مشکل اور صبر آزما راہوں سے گذرنا ہی پڑے گا ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

دردمندانہ گذارش

تاریخ احرار کا مطالعہ کرتے وقت یہ خیال رہے کہ چودھری افضل حق نے پاکستان کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اور جن خیالات کا اظہار کیا ہے یہ ان دنوں کی بات ہے جب مسلم لیگ قرارداد لاہور کے ذریعے مطالبہ پاکستان کا اعلان کرنے کے بعد پاکستان میں طرز حکومت کی بحث میں الجھ رہی تھی۔ مجلس احرار نے انہی دنوں یعنی ۷ ؍اپریل ۱۹۴۳ء کو اجلاس سہارن پور میں حکومت الٰہیہ کی مندرجہ ذیل تجویز منظور کر کے اپنی جماعتی پالیسی کا اعلان کر دیا۔

من حیث الجماعت کوئی فائدے کی چیز ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا جس کو کہ ہم اس وقت بھی دیکھ رہے ہیں۔ کہ سرمایہ دار طاقتیں چند انسانوں کو خرید کر غریب و فاقہ پرست قوم پر من مانے طریق پر حکومت کریں گی جیسے غریب نہایت سادہ لوحی سے نمائندہ حکومت کہے گا۔ اس کے برعکس ترقی یافتہ جمہور جو قرض کے بوجھ سے دبا ہوا نہ ہو اس حد تک طاقتور ہوا کرتا ہے کہ اس کے نمائندے اس کو کبھی دھوکا دے کر مخالفین کے ہاتھوں میں فروخت نہیں کر سکتے۔ پس سیاسی آزادی قوموں کے لیے اسی صورت میں مفید ہو سکتی ہے جبکہ اقتصادی آزادی سے قومیں مالا مال ہوں۔ میں حیران ہوں کہ میری قوم نے کبھی سنجیدگی کے ساتھ اپنے گرد و پیش کے حالات کی طرف توجہ نہیں دی[1]۔

"پاکستان"

پاکستان کے متعلق ہر روز ہم سے ہماری پوزیشن پوچھی جاتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ ایسے پاکستان کو ہم پلیدستان سمجھتے ہیں۔ جہاں خود غرضوں نے زر اندوزی کی قابلیت کو معیار قرار دے کر تہی سروں کو ضروریات زندگی سے محروم کر دیا ہو۔ ایسے اکھنڈ ہندوستان کو پاکھنڈ ہندوستان سمجھتے ہیں جہاں سوسائٹی میں سیاسی اور اقتصادی نابرابری ہو اور غریب نان و نفقہ کے محتاج ہوں۔ اسلام سورۃ النحل کے مطابق کسب معاش کی مختلف قابلیتوں کو تسلیم کرتا ہے لیکن صحیح قابلیت کو اخلاق کی کسوٹی پر پرکھتا اور کسب معاش کی زیادہ استعداد رکھنے والوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ معذوروں اور کمزوروں کی طرف رزق لوٹا دیں۔ تاکہ سب برابر ہو جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسب معاش کی استعداد اور قابلیت کس میں تھی؟ مگر آپ کی اقتصادی زندگی کتاب کے اصول پر بسر ہوئی یعنی کم از کم ضرورت کا سامان رکھ کر باقی سب قوم کی نذر ہوتا رہا۔ اگر مسلم لیگ کے پاکستان میں یہ دستور زندگی ہوگا تو ہر احرار اس کا حامی ہوگا۔ ورنہ پاکستان کا سرمایہ دار مدعی سمجھ لے کہ اسلام کسی وطنی اور جغرافیائی تقسیم کا قائل نہیں۔ مسلمان کا وہی وطن ہے جہاں اس کا ضمیر آسودہ اور مطمئن ہو۔ نماز اور روزہ کی تو ہر کفرستان میں بھی اجازت ہے۔ باقی سیاسی اور اقتصادی پروگرام جو مذہب کا جزو لاینفک ہے کہاں ہے ایسا پاکستان جس میں مساوات اسلامی قائم ہو۔ مسلم اور غیر مسلم پر ظلم نہ ہو۔ بحیثیت انسان سب کو اقتصادی حقوق برابر

---

[1] یہاں تک خطبات کے اقتباسات ختم ہو گئے ہیں۔ (المعادیہ ابوذر)

حاصل ہوں؟ جہاں مساوات نہیں وہاں پاکستان نہیں۔

پاکستان کا معنی کہتا ہے کہ پاکستان میں مسلمان راج کرے گا مگر بتاؤ وہ مسلمان کیسا ہوگا سود کو جائز سمجھنے والا؟ غریب کو بھوکا ننگا دیکھنے کے باوجود روپیہ کو بینک میں رکھنے والا؟ اپنی لڑکی کو خوشی سے غیروں کے حوالے کرنے والا؟ وکیلوں کی طرح جھوٹ تصنیف کرکے سرمایہ فراہم کرنے والا تو نہ ہوگا؟ اگر یوں ہوگا تو سوچو کس مسلمان کو ایسے راج سے دلچسپی ہوسکتی ہے؟ ہمیں اسلامی پروگرام کے باغی مگر نام نہاد مسلمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

اسلام کے باغی پاکستان سے ہم اس ہندو ہندوستان کو پسند کریں گے جہاں نماز روزہ کی اجازت کے ساتھ اسلام کے باقی عدل وانصاف کے پروگرام کے مطابق نظام حکومت ہوگا یعنی ہر شخص کو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی زندگی کی پیروی میں محض ضروریات زندگی مہیا کی جائیں گی اور کسی کو کسی دوسرے پر سیاسی یا اقتصادی فوقیت نہ ہوگی جن لیگیوں اور کانگریسیوں کو سیاسی اور اقتصادی مساوات سے گھن آتی ہے۔ وہ سن لیں کہ وہ ہمارے دینی بھائی ہیں نہ وطنی بھائی۔ وہ لٹیروں کا ذہن رکھتے ہیں۔ ان کا اور احرار کا ساتھ نہیں نبھ سکتا۔

سب کو علم ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ کارل مارکس کی پیدائش سے ۸۵ سال پہلے فوت ہوئے۔ ان کے قول کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ امراء اور سلاطین کی لوٹ کھسوٹ سے عوام کو بچایا جائے۔ قیصر و کسریٰ کو اور ان کے سرمایہ دارانہ نظام اور امیرانہ رسم و رواج کو برباد کیا جائے اور لوگوں کو امتیازی زندگی بسر کرنے سے منع کیا جائے (حجۃ اللہ البالغہ ص۴۲)

گویا نظام اسلامی کو چلانا اور امراء اور سلاطین کی لوٹ کھسوٹ سے لوگوں کو بچانا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مشن تھا۔ پس اگر محمد علی جناح اسلام کے اقتصادی اور سیاسی نظام کے خلاف کسی سرمایہ داری کے نظام کو چلائے تو نفع کیا؟ اور اگر جواہر لعل اور گاندھی، خلفائے راشدین کی پیروی میں سوسائٹی میں نابرابری کے سارے نقوش کو مٹاتے چلے جائیں تو بطور مسلمان کے ہمیں نقصان کیا؟ پس پاکستانیوں سے احرار کہتے ہیں کہ تم اسلام کے سیاسی اور اقتصادی مساوات کے پروگرام کا یقین دلاؤ ہم تمہارے

ساتھ ہیں۔ جب کہ ۹۰ فیصدی ہندو اور سکھ تمہارے ساتھ ہوں گے۔ اسی طرح اکھنڈ ہندوستانیوں سے کہتے ہیں۔ پہلے تم بھی سیاسی اور اقتصادی برابری کا دعویٰ پیش کرو۔ ساٹھ فیصدی میں پچانوے فی صدی مسلمان ہمارے ساتھ ہوں گے۔ ورنہ احرار کا صاف اعلان ہے کہ کانگرس اور لیگ کی موجودہ لڑائی کو ہم ملک کے لیے مبارک سمجھتے ہیں۔ تاکہ ان دو سرمایہ دارانہ نظاموں کی ٹکر میں غریبوں کا بھلا ہو۔

مجلس احرار کا ہر دستورِ عمل اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیا جاتا ہے۔ اس لیے پاکستان کے مسئلے پر غور کرنے سے قبل ہمیں یہ جان لینا چاہیئے کہ اسلام دنیا میں کسی قسم کی جغرافیائی تقسیم یا وطنوں کا تعین کرنے نہیں آیا۔ بلکہ اسلام ایک عالمگیر تحریک ہے جو زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہے۔ اسلام کی آمد کا مقصد ایک نظامِ حیات کی طرف دنیا کو دعوت دینا تھا اور اسی طرح تمام دنیا کو ایک رشتۂ اخوت و مودت میں پرونا تھا۔ جب کبھی دنیا کے کسی حصے نے اسلام کے اس نظام کو اپنایا ہے اسلام نے اپنے دروازے اس پر وا کردیئے ہیں اور جب کبھی کسی خطے میں اسلام کا بقا ناممکنات میں سے ہو گیا ہے اس خطے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے خواہ وہ مکۃ ہی کیوں نہ ہو لیکن اسلام نے کبھی کسی علاقے کو مستقل طور پر نظر انداز نہیں کیا۔ بلکہ متروک علاقے کو اپنے قریب لانے کی اس علاقے سے باہر رہ کر پہلے سے زیادہ کوشش کی ہے۔ یعنی اسلام ملکوں کی کسی دائمی اور ناقابل تغیر تقسیم کا قائل نہیں۔ زمین کا جو ٹکڑا مشرف بہ اسلام ہوا وہ اسلامی عالمگیر برادری میں شامل ہو گیا۔ اور زمین کے باقی حصوں میں اسلام پھیلانے کی کوششیں کبھی ٹھنڈی نہیں پڑیں۔ اس اصول کو مدنظر رکھ کر اگر پاکستان کے مسئلے پر غور کیا جائے تو اس عقدہ کا جسے لاینحل سمجھا جا رہا ہے صحیح حل فوراً ذہن میں آجاتا ہے۔

اسلام دنیا میں حکومتِ الٰہیہ اور خلافت ربانی قائم کرنا چاہتا ہے۔ جس کی بنیاد راست بازی، خوش اخلاقی اور عدل و انصاف پر ہو۔ اسلام کی آمد کا مقصد صرف یہی ایک ہے۔ اور اس کے سوا اسلام کا پیغام کچھ نہیں۔
جو شخص اسلام میں وطن کے جواز کے لیے جگہ ڈھونڈ رہا ہے وہ اپنی اس کوشش میں یقیناً ناکام رہے گا

مسلمانوں کے لیے حکومت الٰہیہ کا قیام اوّلین حیثیت رکھتا ہے اور رہنے سہنے کے لیے جگہ کی تلاش ایک ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ حکومت الٰہیہ کا قیام مسلمان کی زندگی کا اولین مقصد ہے اور زمین کے کسی حصہ پر